مستورات میں ایڈیٹر الحکم کے لیکچروں کا سلسلہ نمبر

لیکچر نمبر اوّل

احمدی عورتوں کے فرائض

۱۹۲۳ء

وہ لیکچر جو خاکسار یعقوب علی تراب احمدی عرفانی ایڈیٹر الحکم و تادیب النساء نے ۲۶ دسمبر ۱۹۲۳ء کو احمدی خواتین کے سالانہ جلسہ پر دیا:-

۲۶ دسمبر ۱۹۲۳ء

(انوار احمدیہ پریس قادیان دارالامان میں شیخ محمد ابراہیم علی منیجر نے چھاپ کر شائع کیا:-)

بار اوّل　　تعداد جلد ۵۰۰　　قیمت [illegible] ۳ر

احمدی خواتین کا اکیلا ماہوار رسالہ تادیب النساء

احمدی خواتین نے برلن مسجد کیلئے ستر ہزار کے قریب روپیہ دیکر دنیا میں اولوالعزمی اور دینی محبت کا ڈنکا بجا دیا ہے لیکن انکا اکیلا ماہوار رسالہ چھپتے میں ایکہزار بھی شائع نہیں ہو سکتا؟ اپنے رسالہ کے لئے ایک دھیلا روزانہ بھی کیا احمدی مستورات خرچ نہیں کر سکتیں۔ آجکے بعد کسی احمدی خاتون کو اس رسالہ سے بیخبر نہیں رہنا چاہیئے۔ آج ہی اسکی خریدار بنجاؤ۔ سالانہ قیمت صرف چار روپیہ ہے۔ جو پیشگی ادا کرنی چاہیئے۔ اگر جلسہ میں ادا نہ کر سکو۔ تو رسالہ وی پی منگوا لو۔

رسالہ تادیب النساء کے ساتھ ایک تادیب النساء بک ڈپو جنوری ۱۹۲۴ء سے انشاء اللہ قائم کیا جا رہا ہے۔ جسمیں ہر قسم کی کتابیں جو عورتوں کے پڑھنے کے قابل ہونگی مہیا کی جائینگی۔ پس آئندہ عورتیں اپنے لئے ہر قسم کی کتابیں تادیب النساء بک ڈپو سے خرید کیا کریں۔ رسالہ احمدی خاتون کے فائل بھی دفتر الحکم سے ملیں گے۔ قیمت فی سال عہ

نوٹ:۔ تادیب النساء کے جدید خریدار اپنا پتہ لکھکر جلسہ گاہ میں سکرٹری لجنۃ اماء اللہ کو دے سکتی ہیں۔ تادیب کا دفتر بھی اس مکان میں ہے۔

المشتہر

مینجر رسالہ تادیب النساء قادیان دارالامان ضلع گورداسپور۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

حمد میں اللہ تعالیٰ کا شکر اور اسکی حمد کرتا ہوں کہ اُسنے محض اپنے فضل اور رحم سے مجھکو موقعہ دیا کہ میں اس طبقہ کے سامنے اپنے خیالات کا اظہار کروں۔

جسپر احمدیّت کے مستقبل کا بہت بڑا انحصار ہے

اس سے میری مراد ظاہر ہے۔ کہ میں احمدیّت کے شاندار مستقبل اور آئندہ ترقی میں احمدی خواتین کو ایک زبردست قوت اور جزو اعظم سمجھتا ہوں۔ اور یہ خیالی اور وہمی بات نہیں بلکہ ایک حقیقت اور واقعہ ہے۔ جیسا کہ میں آگے چلکر بیان کرونگا۔

دُنیا کی ترقّی میں عورت کا حصّہ یہ امر ظاہر ہے کہ جہانتک اسباب کا تعلق ہے اور اس دنیا میں اسباب کا بہت بڑا دخل ہے۔ دُنیا کی ترقی اور نشو ونما میں عورت کا زبردست ہاتھ کام کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ بلکہ یہ کہنا بالکل درست اور بجا ہے کہ دنیا کی انسانی آبادی میں عورت مرد کے برابر کی شریک ہے اور خدا تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغہ سے یہی پسند فرمایا کہ **عورت** ام الکائنات ہو

پھر عورت محض مخلوق انسانی ہی کا ایک ذریعہ اور باعث نہیں بلکہ دنیا کے تمدن اور تہذیب نے جقدر ترقی کی ہے اسمیں بھی عورت کا ہاتھ کام کرتا دکھائی دیتا ہے۔ دنیا کے تمدن کی ترقی کی تاریخ نہایت دلچسپ ہے۔ اور عورتوں کے لئے خصوصاً اسکا مطالعہ بہت ہی مفید اور کارآمد ہوسکتا ہے۔ اس سے پتہ لگتا ہے۔ کہ اس ترقی میں عورتوں کا کتنا بڑا دخل ہے۔ میں اسکی تفصیل میں جاتا اور بیان کرتا کہ جقدر فنون اور ضروریات انسانی کی چیزیں ہیں۔ وہ کس طرح عورت کی محنت اور کوشش سے طیار ہوئی ہیں۔ اگر مجھے یہ خطرہ نہ ہوتا کہ میں اس مضمون سے دور چلا جاؤنگا۔ جو میری تقریر کا موضوع قرار دیا گیا ہے اور وہ یہ ہے

احمدی عورتوں کے فرائض۔

کچھ شک نہیں کہ بظاہر یہ مضمون نہایت مختصر اور عام معلوم ہوتا ہے۔ لیکن حقیقت میں اتنا وسیع اور اہم ہے کہ اسپر بہت کچھ کہنا چاہیئے۔ اور کہا جا سکتا ہے۔ میں خدا کے فضل اور توفیق سے کوشش کرونگا کہ اپنے محدود وقت میں اسکو بیان کرسکوں۔

خلافت ثانیہ کی ایک برکت

خلافت ثانیہ کے برکات میں سے یہ بھی ایک عظیم الشان برکت ہے کہ خدا تعالی نے اس سلسلہ کو اسقدر وسعت اور کثرت بخشی کہ اب یہ سلسلہ قادیان کی چاردیواری ہی سے نہیں بلکہ ہندوستان کے حدود سے نکلکر تمام دنیا میں پھیل رہا ہے۔ اللّٰھم زد فزد۔ اور وہ وقت آتا ہے کہ

مغربی قومیں نیاز مندی کے ساتھ اسکو قبول کریں گی۔
اور بادشاہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ جیسا کہ
خدا تعالےٰ نے یہ بشارت آپ کو دی تھی۔
سلسلہ کی اس وسعت کا یہ جلسہ بھی ایک ثبوت ہے کہ اب مردوں اور عورتوں کے
جُداگانہ جلسے ہو رہے ہیں۔ اور عورتوں کو سلسلہ کے کاموں میں اسیطرح حصّہ لینے کا موقعہ دیا
گیا ہے جس طرح مردوں کو۔ اور میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ

عورتوں کا حق تھا جو انھیں دیا گیا

جسطرح مردونکو انتظام میں دخل ہے عورتوں کو بھی ہے۔ بلکہ مستورات کے انتظام میں
مردوں کی ایک جماعت انکو کام میں مدد دینے کے لئے انکے ماتحت ہے۔
پس مستورات کے لئے یہ بہت بڑی خوشی اور شکر کی بات ہے کہ حضرت خلیفہ
ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو انکی ترقی کا اسیطرح خیال ہے جس طرح مردوں کی ترقی کا۔ اور حضرت
کا یہہ خیال

بالکل قانون قدرت کے مُطابق ہے

اسمیں شک نہیں کہ عورت کا حلقہ فرائض مرد کے دائرہ فرائض سے بعض حالتوں میں مختلف
ہے۔ مگر یہ اختلاف ان دو دائروں کی طرح نہیں جو ایک دوسرے سے فاصلہ پر

کھنچے گئے ہوں۔ بلکہ انکا تعلق اتنا گہرا ہے۔ کہ اگر ایک دائرہ کو مٹا دیا جائے تو دوسرا قایم نہیں رہ سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ کہا جاتا ہے عورت مرد کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ مرد اور عورت انسانی سوسائٹی کی گاڑی کے دو پہیے ہیں۔ یا قرآن مجید کی پاک اور کامل زبان میں کہو کہ

مرد عورتوں کا لباس ہیں اور عورتیں مردوں کا لباس ہیں

اسقدر گہرے تعلق کو کوئی تنگ خیالی توڑ نہیں سکتی اور نہ کسی میں یہ قدرت ہے کہ اسکو اس قدر وسعت دے کہ عورت مرد بن جائے۔ اور مرد عورت۔

اسلام کی تعلیم اعتدال کی رہنمائی کرتی ہے۔ نہ تو وہ مغرب کی روشنی میں عورت کو مادر پدر آزاد بنا دینا چاہتی ہے۔ اور نہ کوتاہ نظری کی زنجیروں سے اسکو جکڑ کر تمام قسم کی ترقیات سے روک دیتا ...... بلکہ وہ ہر ایک کو اپنے دائرہ میں رہ کر تمام ترقیات سے یکساں بہرہ ور ہونیکے قابل بناتی ہے۔

اسلام کا احسان عورتوں پر میں اس مقام پر اس امر کے بیان کرنے سے رک نہیں سکتا۔ کہ اسلام نے عورت ذات پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ تم میں سے شاید بہت ہی کم عورتوں کو یہ معلوم ہو گا کہ اسلام سے پہلے دنیا میں عورت کی کیا حالت تھی؟ اور اسلام کے بعد یا وجود قرآن کریم کی

ہدایات کے موجود ہونیکے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد تین سو سال گذرنے پر جب اسلام میں عملی ضعف پیدا ہوا تو عورت کی وہ عزت و حرمت بھی (جو اسلام نے قائم کی تھی) باقی رہی۔ اور پھر عورتوں کے ساتھ جانوروں کا سا سلوک شروع ہو گیا۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت نے جو حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اسم احمدؐ کی تجلی اور ظہور کی بعثت ہے۔ اس گم شدہ عزت کو پھر قائم کیا۔ یہ بات تم کو آسانی سے معلوم ہو سکتی ہے۔ وہ عورتیں جو احمدی نہیں اور جن کے شوہر احمدی نہیں انمیں اور تم میں جو فرق ہے اسکو تم خود بہتر جانتی ہو اور سمجھتی ہو۔

اسلام سے پہلے دنیا میں عورتوں کی بہت ہتک کی گئی اور انہیں نہایت ذلیل اور جانوروں کی طرح سمجھا جاتا تھا۔

باوجودیکہ تمام مرد عورت ہی کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہیں۔ اور عورت نے دنیا میں عظیم الشان انسان پیدا کئے خواہ وہ بادشاہ تھے۔ یا بہادر پہلوان۔ بڑے بڑے فلاسفر تھے۔ یا عالم۔ یہانتک کہ خدا کے نبی اور نبیوں کے سردار اور خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کی والدہ بھی عورت ہی تھی۔ مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت سے پہلے عورتوں کی کوئی عزت اور عظمت دنیا میں نہ تھی۔

عورت کے متعلق مشرق اور مغرب کی تاریخیں خون سے لکھی گئی ہیں۔ اور یہ

داستان بڑی دردناک اور جگر فراش ہے کہ ان پر کس کس قسم کے ظلم کئے گئے۔ خدا کی اس عاجز مخلوق کو یورپ اور ایشیا میں ڈائن کا نام دیکر یا جادوگرنی کا الزام دیکر زندہ جلادیا گیا۔ بڑی بے دردی اور بے رحمی سے انکو تیروں سے چھلنی کر دیا گیا۔ اسی پہ بس نہیں کی گئی بلکہ حاملہ عورتوں کے پیٹ چاک کر کے انکے بچوں کو نکالا گیا۔ یہ اس قسم کے مظالم ہیں کہ سنگدل سے سنگدل انسان کا پتہ بھی پانی ہو جاتا ہے۔

ایک زمانہ دراز تک خدا کی یہ عاجز مخلوق اپنے ہاتھوں سے گھڑے ہوئے بیھندوں کے معبودوں کے قدموں میں لاکر ذبح کی جاتی تھی۔ اور اسکو باعث نجات سمجھا جاتا تھا۔ عیسائیوں کی خانقاہوں اور گرجوں کے تہ خانے ان بے گناہوں کی لاشوں سے سڑتے رہے۔ ایک راہب یا پادری کے ادنیٰ اشارے پر ہزاروں بے گناہ عورتوں کا مارا جانا ایک معمولی بات تھی۔ ہندوؤں میں ستی اور دختر کشی کی رسم کا انسداد سرکار انگریزی کے عہد کی برکت ہے۔ اور اس سے پہلے جو حالت تھی وہ ظاہر ہے۔

عرب میں زندہ لڑکیاں دفن کر دی جاتی تھیں اور انکی چیخیں ظالم باپ کے دل پر کچھا اثر نہ کرتی تھیں۔ مگر

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا احسان

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم (جو رحمۃ للعالمین تھے) نے آکر

عورت کو ذلت اور پستی کے گڑھے سے نکالا۔ اور اس کی عزت و احترام کو قائم کیا اور عورت کے حقوق کی حفاظت کو مذہب کا ایک جزو قرار دیا۔ یہاں تک اسلام کی تعظیم اور اس کی کھوئی ہوئی عزت انکو دی کہ انکی اطاعت اور رضا جوئی کو کلید جنت قرار دیا۔ جبکہ آپ نے فرمایا

جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے

تم سوچو اور غور کرو کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا کس قدر احسان تم پر ہے۔ آپ نے کس اعلیٰ مقام پر تمکو پہنچایا۔ میں اس ارشاد نبوی کی انشاء اللہ آگے چلکر تشریح کروں گا۔ کہ مائیں کس طرح جنت کی کلید ہیں یہی وہ مقام ہے جہاں سے عورتوں کی ذمہ داری اور فرض کا آغاز ہوتا ہے۔

اسلام ہی کی برکت ہے۔ کہ عورت کو اُم المومنین کا محترم لقب ملا۔ خدا کا احسان اور بیحد احسان اور فضل ہے۔ کہ ہم سب اس نعمت سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے طفیل سے بہرہ ور ہوئے۔ آج ہم بھی فخر کرتے ہیں کہ

ہم میں حضرت ام المومنین کا وجود موجود ہے

اللہ تعالیٰ اس بابرکت وجود کو عرصہ دراز تک ہمارے سروں پر قائم رکھے (آمین)۔ میں تم سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ اپنی نمازوں میں التزام کے ساتھ دُعا کرو کہ اللہ تعالیٰ

اس نعمت کو ہم میں قائم رکھے۔ یاد رکھو

یہ خدا تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے اور خدا کا ایک نشان اور آیتہ ہے۔

غرض نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ عورت کی عزت و احترام قائم ہوا پھر آپ کے بعد تین سو سال گذرنے پر اسلام میں عملی قوت کم ہونی شروع ہوئی اور تیرہویں صدی تک جیسا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔

دُنیا میں کذب پھیل گیا

اور خدا تعالیٰ کی توحید کا چشمہ مکدّر ہو گیا تب خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو وعدہ کے موافق نازل فرمایا۔ اور آپ نے اسلام کو زندہ کیا۔ اور اسکے ساتھ ہی عورت کی گم شدہ عزت کو دوبارہ قائم کیا۔ اور حضرت خلیفۃ ثانی کے عہد میں یہ روح بہت ترقی کر گئی ہے۔ اور وہ وقت قریب آ رہا ہے۔ کہ عورتوں کی ذمہ واریاں اور انکے کام کا حلقہ بہت وسیع ہو جائے اسلئے مجھ کو اس جلسہ کی ناظمات نے ارشاد فرمایا کہ

میں احمدی عورتوں کے فرائض پر تقریر کروں

احمدی عورتوں کے فرائض

احمدی عورتوں کے فرائض جیسا کہ مینے ابھی کہا ہے ایک وسیع مضمون ہے۔ کیا اس لحاظ سے کہ عورت

کا لفظ عام ہے۔ وہ ایک لڑکی پر بھی بولا جاسکتا ہے۔ اور ایک ماں پر بھی اور اس لحاظ سے انکے فرائض اور کاموں کا دائرہ جُدا جُدا بھی ہو سکتا ہے۔ اور اس لحاظ سے بھی وسیع ہے کہ فرائض کئی قسم کے ہوتے ہیں۔ اپنی ذات کے متعلق دوسروں کے متعلق۔ خداتعالےٰ کے متعلق۔ پھر اُن فرائض کی بہت سی شاخیں اور تقسیم ہوسکتی ہے۔ اسلیئے میں اس طریق پر اس مضمون کو بیان کرنے کی خدا کے فضل سے کوشش کرونگا۔ کہ وہ ایک سعادت مند بیٹی اور سلیقہ شعار ماں اور شریف بی بی سب کے لئے یکساں مفید ہوسکے۔

وباللہ التوفیق :۔

انسانی زندگی کا مقصد کسی کے فرائض اور ذمہ واریوں کا پتہ اسوقت لگتا ہے جبکہ یہ معلوم ہو کہ اسکا مقصد زندگی کیا ہے؟ مثلاً اگر ایک شخص کا مقصد زندگی ہو تعلیم حاصل کرنا تو وہ اس کے لیئے جو ضروریات اور سامان ہونگے انکو مہیا کریگا اور اس طریق کو اختیار کرے گا۔ اسیطرح جب ہم احمدی عورتوں کے فرایض کی حد بندی کرنے لگیں گے۔ تو پہلی بات ہمکو یہ معلوم کرنا ہوگی کہ ہماری زندگی کی غرض و غایت کیا ہے؟ وہ مقصد زندگی خداتعالےٰ نے خود بیان کر دیا ہے۔ کہ انسان عورت ہو یا مرد اسلیئے دُنیا میں پیدا کیا گیا ہے۔ کہ

وہ خدا کا فرمانبردار بندہ بنجاوے

جیساکہ اُس نے فرمایا ماخلقت الجنّ والانس الا لیعبدون پس انسانی زندگی کی غرض اور مقصد خداتعالیٰ کی فرمانبرداری ہے۔

یہ ذمہ واری آسان ہو جاتی ہے۔ اگر صرف انسان ہی کی اپنی ذات تک اُسکا اثر ہوتا۔ مگر عورت اور مرد بجائے خود آئندہ ایک نئی دُنیا پیدا کرتے ہیں۔ اسلئے ان کی ذمہ واریوں کا دائرہ وسیع ہو جاتا ہے۔ اور یہ فرض بھی انکی ذات سے نکلکر اس تمام سلسلہ پر اثر ڈالتا ہے۔ جو انکے ذریعہ سے بڑھا اور پھیلا۔

یعنے جب ایک عورت بچہّ کی ماں ہو جاتی ہے۔ تو اب وہ اسکی تربیت اور تعلیم اور اصلاح کی بھی اسیطرح ذمہ وار اور کفیل ہوتی ہے جسطرح اسکی پرورش جسمانی کی وہ ذمہ دار ہے۔ پس اب ایک فرض اسپر تربیت اولاد کا عاید ہو جاتا ہے۔ اسیطرح مختلف قسم کے فرائض انکی زندگی کی مختلف حالتوں کے تغیر کے ساتھ بڑھتے جاتے ہیں۔ لیکن چونکہ مقصد اصلی خداتعالیٰ کی عبودیت اور فرمانبرداری ہے۔ اسلئے جسقدر بھی فرائض ہوں گے وہ اسی مقصد کے گرد گھومیں گے۔ یہ گویا ایک مرکز ہے۔ اور تمام فرائض کا دائرہ اسکے گرد کھینچا گیا ہے۔ دوسرے الفاظ میں یوں سمجھو کہ

ہماری تمام ذمہ واریوں اور فرائض میں خدا کی رضا مقصود ہو

پہنے فرائض کی تقسیم میں بتایا ہے۔ کہ ایک فرائض اپنی ذات کے متعلق ہوتے ہیں۔ میں پہلے

اسکا ذکر کرتا ہوں۔

احمدی عورتوں کے فرائض اپنی ذات کے متعلق

اسلام سے پہلے لوگ اپنے نفس یعنے جان کو اپنی ملکیت سمجھتے تھے اور اسلئے خودکشی کو جائز قرار دیتے تھے۔ مگر اسلام نے ہی آکر بتایا کہ انسان کو یہ حق حاصل نہیں۔ بلکہ اس کے نفس کا اسپر حق ہے۔ چنانچہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ولنفسك عليك حق تیرے نفس کا بھی تجھ پر حق ہے۔ اور قرآن مجید نے ہدایت فرمائی کہ لا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ اپنے ہاتھوں سے اپنے آپ کو ہلاک کرو۔

حق نفس

یہ حق نفس ہم پر فرض کرتا ہے۔ کہ ہم اپنی زندگی کو حفظ صحت کے اصولوں اور قواعد کے مطابق رکھیں۔ بعض لوگ نادانی سے کہدیتے ہیں۔ کہ جو دکھ آنیوالا ہوتا ہے۔ وہ آ ہی جاتا ہے۔ یہ درست نہیں دکھ ہم آپ لاتے ہیں۔ اگر قرآن کریم کے بتائے ہوئے اصولوں اور ہدایات کی پابندی کریں۔ تو دکھوں اور بیماریوں سے محفوظ رہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کہتے ہیں۔ - اذا مرضت فھو یشفین۔

یعنے جب میں بیمار ہو جاتا ہوں۔ وہ شفا دیتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کسی قانون صحت کے توڑنے سے انسان بیمار ہوتا ہے۔ غرض قرآن مجید نے نفس انسانی کی حفاظت پہلا فرض قرار دیا ہے۔ اور ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم اپنی صحت نفس کا پورا خیال رکھیں۔ اگر جسمانی

صحت ہی خراب ہو تو پھر کوئی بھی فرض ہم ادا نہیں کر سکتے۔

اس فرض کی اگر میں تشریح کروں تو یہ بجائے خود حفظ صحت پر ایک لیکچر ہو۔ میں اس کے متعلق قرآن مجید کے چند اصول بتا دونگا۔

پہلا فرض صفائی کی تاکید

اوّل عام صفائی کا ایک اصل قرآن مجید نے بتایا۔ ان اللہ یحب التوابین و یحب المتطہرین۔ یعنے اللہ تعالیٰ تواب اور متطہرین کو دوست رکھتا ہے۔ متطہر کا لفظ ہر قسم کی ظاہری اور باطنی صفائی پر حاوی ہے۔ اسلئے متطہر لوگ جو اللہ تعالےٰ کے پیارے ہوتے ہیں۔ وہ ہر قسم کی غلاظت اور نجاست سے پاک ہوتے ہیں۔ خواہ وہ جسمانی ہو خواہ بُرے اخلاق اور عادات بد کی۔

یہ اصول صفائی کا قرآن کریم نے ایسی تاکید سے دیا ہے کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ابتدائی وحی میں یہ آیت بھی ہے۔

والرُجز فاھجر

یعنے ہر قسم کی پلیدی اور گند سے پاک رہ۔ اور پھر فرمایا۔ وثیابک فطہر اپنے کپڑوں کو پاک صاف رکھ۔ اس اصل کو مدنظر رکھ کر عورتیں جو گھر کی انتظامی کل ہوتی ہیں غور کریں کہ وہ کہاں تک اس کی پرواہ کرتی ہیں۔

تعجب کی بات یہ ہے کہ جن چیزوں میں صفائی اور نظافت کی زیادہ ضرورت ہے وہی سب سے

زیادہ گندی ہوتی ہیں۔ مثلاً دستر خوان کو دیکھو۔ باورچی خانہ کو دیکھو۔ (میں عام حالت بیان کر رہا ہوں نہ کہ خاص)

دوسرا اصول غذا کے متعلق پھر کھانے پینے کے متعلق قرآن کریم نے ایک اصل تعلیم فرمایا۔ کلوا واشربوا ولا تسرفوا۔
کھاؤ پیو مگر حد سے نہ بڑھو۔ میں اسکے متعلق کچھ کہنا نہیں چاہتا۔ تم خود غور کرو۔ کہ اسکے متعلق کہاں تک تمہارا عملدر آمد ہے۔

امراء میں تو تیز مصالحہ دار چیزوں کے لئے ماماؤں کو ہدایتیں ہوتی رہتی ہیں جس سے معدہ اپنے فعل سے سست اور ناکارہ ہو جاتا ہے۔ اور اسپر شکایت ہوتی ہے۔ کہ ہضم درست نہیں کھایا نہیں جاتا۔ بھوک نہیں لگتی۔ حالانکہ اگر انکے کھانے کی مجموعی تعداد بتائی جائے۔ تو کم از کم تین آدمیوں کے کھانے کے برابر ہو۔

حمل کی حالت میں تو کوئلہ مٹی۔ انڈوں کے چھلکے اور مٹی کے برتن کے ٹکڑے اور خدا جانے کیا کیا الا بلا کھا کر ہزاروں قسم کی بیماریاں پیدا کی جاتی ہیں۔

اسیطرح لباس اور زینت کے سامان زیورات وغیرہ کے استعمال میں بھی بہت سی بے احتیاطیاں کی جاتی ہیں۔ بہت ہی تنگ لباس یا ایسا لباس جس میں موسم کی ضروریات کا لحاظ نہ ہو۔ مضر صحت ہوتا ہے۔ ایسا ہی تنگ یا بھاری چوڑیوں کیوجہ

سے بعض عورتیں سخت تکلیفوں میں مبتلا ہو گئی ہیں۔ ایسا ہی کانوں میں بہت سارے زیورات کانوں کو گندہ کر کے بہت سی کانوں کی بیماریاں پیدا کر دیتے ہیں۔ ناک کے زیورات نے بھی سخت نقصان پہنچایا ہے۔ دو دو تین تین زیور ناک میں ڈالدیئے جاتے ہیں جس کی وجہ سے وہ صاف نہیں رہ سکتی۔ اور اس کی وجہ سے بعض ناک کی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ زیورات کے متعلق اصلاح ہوتی جاتی ہے۔

غرض ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ بقائے نفس کے لئے ہم ان قواعد کی پابندی کریں جو حفظ صحت کے لئے ضروری ہیں۔

جسمانی ورزش

اسی سلسلہ میں جسمانی ورزش کی طرف توجہ دلانا بھی ضروری ہے۔ یہ امر بجائے خود ایک بحث طلب ہے کہ

عورتوں کے لئے کس قسم کی جسمانی ورزش ہو

مگر یہ فیصلہ شدہ بات ہے کہ جسطرح مردوں کی صحت قائم رکھنے کے لئے جسمانی ورزش کی ضرورت ہے۔ عورتوں کے لئے بھی ایسی ہی ضروری ہے۔ بلکہ عورتوں کو اس کی زیادہ ضرورت ہے۔ کیونکہ وہ گھروں میں رہتی ہیں۔ اور مرد باہر پھرتے رہتے ہیں۔ اور عام طور پر اگر کوئی بھی ورزش نہ کریں۔ تو انکا چلنا پھرنا خاصی ورزش کا قائمقام ہو جاتا ہے۔

صحت ور اور مضبوط اولاد پیدا کرنے کے لئے والدین کی صحت اور مضبوطی لازمی چیز ہے۔ اور اسکے لئے ورزش ضروری ہے۔

ایک زمانہ تھا کہ تمام گھروں میں وہ امراء کے ہوں یا غرباء کے چکّی اور چرخے کا رواج تھا۔ مگر رفتہ رفتہ یہ رواج جاتا رہا۔ اور اب اسکو عار سمجھا جاتا ہے اگر کوئی عورت چکّی پیستی ہو یا چرخہ کاتتی ہو۔ بلکہ اپنے گھروں کے عام کاروبار کو بھی اگر ذرا سی مقدرت ہو عار سمجھا جانے لگا ہے۔ اور شانِ امارت اور شرافت کے خلاف قرار دیا جا رہا ہے۔ اور یہ ایک بہت بڑی مصیبت ہے (خدا نہ کرے کہ ہمارے گھروں میں پیدا ہو) اگر اس نے قبضہ جما لیا تو نتائج بہت خراب ہونگے۔

اسوۂ حسنہ پر نظر کرو

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنے کام اپنے ہاتھ سے کر لیتے تھے۔ بلکہ دوسروں کے بھی کر دیتے تھے۔ اور آپ کی عملی زندگی اور نمونہ کا نتیجہ تھا کہ حضرت خاتون جنت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پیاری بیٹی تھیں۔

وہ اپنے ہاتھ سے چکّی پیس لیتی تھیں

اُنہوں نے ایک بار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اپنی تکلیف کی شکایت کی تو آپ نے سبحان اللہ پڑھنے کی ہدایت فرمادی۔ میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ جب آنحضرت

صلے اللہ علیہ وسلم کی پیاری بیٹی اور آپ کی بیبیاں جو ام المومنین ہیں اپنے گھروں کے دھندے آپ کر لیتی تھیں۔ اور سستی اور کاہلی انہیں نہ پائی جاتی تھی۔ تو ہم کو سستی اور کاہلی سے کام نہ لینا چاہیئے۔ اور کام دھندے سے اسلئے جی چرانا کہ شانِ امارت کے خلاف ہے۔ سخت غلطی ہے اور ایک بیماری کو صحت اور شرافت یا امارت کہنا بے وقوفی ہے۔

بہر حال میں بتا رہا تھا کہ عورتوں کے لئے جسمانی ورزش کی بھی ضرورت ہے۔ اور بہت ضرورت ہے۔ اور اگر اس کی سردست کوئی صورت نہ ہو۔ تو اپنے گھروں کے کاروبار کو اپنے ہاتھ سے کرنا اور کچھ وقت اپنے شوہروں یا بچوں کے ساتھ گھروں میں کھیل لینا ضروری ہے۔ لڑکیوں کی کھیلوں میں گیند سے کھیلنا اور کِکلی کلیردی پگ میرے وِیر دی بھی ایک عمدہ کھیل ہے جس سے جسمانی ورزش ہو جاتی ہے۔ علاوہ بریں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے نمونہ سے بتایا کہ عورتوں کے لئے عام طور پر کم از کم سیر کی ہی ورزش ہو۔ حضرت ام المومنین (اللہ تعالےٰ انکی عمر میں برکت دے) ابتک اس کی عادی ہیں۔ بہر حال اب عورتوں کے لئے جسمانی ورزش کی بے حد ضرورت ہے۔ اسی کمزوری اور سستی کا نتیجہ ہے۔ کہ وہ خود اور دوسرے کی بیماریوں میں مبتلا رہتی ہیں۔ انکو گھر سے باہر نکلنا تک مصیبت ہو جاتا ہے۔

دو چار کوس چلنا تو کار ے دارد ریلوے سٹیشنوں پر گھبرا جاتی ہیں۔ حالانکہ ضرورت ہے کہ انہیں ایسی دلیری ہو کہ وہ ضرورت کے وقت دشمن کا مقابلہ کر سکیں۔

عورت کو اپنی عزت اور آبرو کے بچانے کے لئے جہاں حیا کی ضرورت ہے۔ وہاں قوت اور دلیری کی بھی ضرورت ہے۔ اور اگر وہ خود کاہل سست۔ بیمار اور کمزور ہوں تو جو اولاد وہ پیدا کریں گی اسکا حال تم خود ہی سمجھ لو۔

سب سے پہلی مُسلمان عورت

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد میں جو عورتیں اسلام میں داخل ہوئیں تمہیں کچھ خبر ہے کہ انہوں نے کیا کیا؟ عورتوں کے لئے یہ فخر کی بات ہے کہ عورت نے اسلام کے عہد اول میں بے نظیر اور شاندار کام کئے ہیں۔ سب سے پہلے جس وجود نے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی اور آپ کے سلسلہ کی اشاعت و تبلیغ میں اپنا سب مال و زر نثار کر دیا وہ ایک عورت ہی تھی۔

حضرت خدیجتہ الکبرٰے رضی اللہ عنہا

میں اسوقت ان کارناموں کی تفصیل نہیں کروں گا۔ جو عہد نبوی میں عورت نے کئے بلکہ تمہاری توجہ اس طرف لے جانا چاہتا ہوں۔ تا تم میں وہ حوصلہ۔ ہمت اور سکت پیدا ہو۔ اسوقت عورتیں جہاد میں شریک ہوتی تھیں اور تلوار لیکر دشمن کا مقابلہ

کرتی تھیں۔ زخمیوں کو اُٹھا کر لاتیں۔ انکی تیمارداری اور مرہم پٹی کرتیں۔ اور مردوں کو دشمن کے مقابلہ کے لئے غیرت دلاتی تھیں۔

مگر آج کیا حالت ہے؟ تم خود سوچو کہ چار آدمیوں کا مجمع ہو تو وہاں سے گذرتے ہوئے بھی ڈر معلوم ہوتا ہے۔ اور پسینہ آجاتا ہے۔ دنیا میں اب جد وجہد کا زمانہ ہے۔ اسلام پر دشمن مختلف قسم کے ہتھیاروں سے حملہ آور ہو رہا ہے۔ اور تم میں قوت اور طاقت نہ ہوگی اور اپنی زندگی اور آبرو کے تحفظ کے لئے تم سوائے رونے اور غش کھانے کے کچھ نہیں جانتی تو یاد رکھو

تمہاری حالت بہت قابل رحم ہے

یہ سچ ہے کہ تم عورتیں ہو۔ مگر یہ بھی یاد رکھو کہ خدا تعالےٰ نے تمکو کسی صورت میں مردوں سے کم قوتیں اور طاقتیں نہیں دی ہیں۔ تم اپنے اندر وہی روح پیدا کرو۔ جو قرن اولیٰ کی عورتوں میں تھی۔ اور اسکے لئے جسمانی ورزش ضروری ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے نمونہ سے دکھایا کہ آپ ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو لیکر دوڑے۔ ایک مرتبہ آپ نے جنگی کرتب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دکھائے۔

یہ کیوں؟ تاکہ آیندہ کسی زمانہ میں مسلمان مرد یا عورتیں اپنی بے وقوفی سے

جسمانی ورزش کو غیر ضروری نہ سمجھیں۔

پس حفظ النفس کے لئے ضرورت ہے کہ جسمانی ورزش بھی کرو۔ خوف جو انسان کے اندر پیدا ہوتا ہے۔ وہ اپنی کمزوری سے پیدا ہوتا ہے۔ اور اسکو دلوں سے دور کرنا ضروری ہے۔ اور اس کی ایک ہی صورت ہے۔ کہ ہم اپنے جسمانی قویٰ کو نشو ونما دیں۔ اور اپنی طاقت کو بڑھائیں۔ اسکا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ نہ صرف تم میں بلکہ تمہاری نسل میں بھی مردانگی اور دلیری پیدا ہوگی۔

ہندوستان کی حالت تمہارے سامنے ہے۔ تمنے دیکھا کہ مختلف شہروں میں فساد ہوئے تو ہندو عورتوں نے اینٹیں ہی مار کر مسلمانوں کو زخمی کر دیا۔ اور مسلمان عورتیں کچھ نہ کر سکیں۔ میں تمہیں فساد کرنے اور اینٹیں مارنے کا سبق نہیں دیتا اسلئے کہ اسلام فساد کو پسند نہیں کرتا۔

بلکہ وہ امن اور سلامتی کا دین ہے۔ اور ہمارا سلسلہ شروع سے امن پسند اور امن بخش ہے۔ مگر اسلام اس کی بھی تعلیم نہیں دیتا کہ تم اپنی حفاظت بھی نہ کر سکو۔ وہ تمکو بزدل۔ ڈرپوک سست اور اپاہج نہیں بنانا چاہتا۔ مومن چست ہوتا ہے۔ اور وہ خود امن میں رہتا اور دوسروں کو امن دیتا ہے۔ اور ان دونوں باتوں کے لئے ہمت مردانہ کی ضرورت ہے۔ تمہارے ہاتھ میں اسلام اور امن

کا علم ہے۔ اور اسکو قائم رکھنے کے لئے حوصلہ اور قوت بیکار ہے۔ پس اس مقصد کے لئے تم اپنے دلوں کو قوت مردانہ سے بھر دو تا تم اپنی حفاظت خدا کے فضل سے خود کر سکو۔
یہ بات گو ضمناً آ گئی تھی لیکن اسکی ضرورت بھی ہے۔ کیونکہ جب تک صحت جسمانی اور طاقت و توانائی نہ ہو انسان کوئی کام بھی عمدگی سے نہیں کر سکتا۔ نہ وہ اپنے لئے مفید ہو سکتا ہے۔ اور نہ سوسائٹی کے لئے۔

خدا تعالیٰ نے دُنیا میں ہر چیز کو جوڑہ پیدا کیا۔ انسان خود جسم اور روح کا مجموعہ ہے۔ اور دونوں کی بہتری اور بھلائی کی ہدایات قرآن کریم میں اسنے نازل کی ہیں عبادت اگر ضروری ہے تو اس سے پہلے طہارت بھی ضروری ہے۔

غرض تمہارا پہلا فرض اپنے نفس کے متعلق یہ ہے کہ تم صحت نفس کے لئے ان تدابیر اور قواعد پر عمل کرو۔ جو تندرستی کے لئے ضروری ہیں۔

دوسرا فرض

اس کے بعد تمہارا فرض یہ ہے کہ تمہارے عقائد صحیح اور اعمال صالحہ ہوں۔ ہمارے عقائد کوئی نئے عقائد نہیں ہیں بلکہ وُہی ہیں۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کے ذریعہ تعلیم فرمائے۔ دوسرے مسلمانوں میں اور ہم میں یہ فرق ہے کہ انہوں نے ان عقاید کو چھوڑ دیا۔ اور ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ انکو پھر سیکھا۔ اسلئے کہ ایمان ثریا پر چلا گیا تھا۔ اور جیسا کہ رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ کہ ایک فارسی الاصل اُسے ثریا پر سے لائیگا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسے لائے ہیں۔

عقائد کے متعلق میں لمبی بحث نہیں کرونگا۔ صرف یہ بتا دیتا ہوں کہ دوسرے مسلمانوں میں اور ہم میں کیا فرق ہے؟

اوّل وہ حضرت مسیح ابن مریمؑ کو جو خدا کے نبی تھے۔ آسمان پر زندہ مانتے ہیں۔ یہ غلط ہے۔ وہ دوسرے تمام نبیوں کی طرح فوت ہو گئے ہیں۔ اور کشمیر میں ان کی قبر ہے۔

دوم۔ انکا غلط عقیدہ ہے کہ وہی مسیح ابن مریم دوبارہ آئیگا۔ حالانکہ مُردے کبھی واپس نہیں آیا کرتے۔

اگر کبھی کوئی شخص مرکر دوبارہ آسکتا تو پھر حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے کون افضل تھا یا ہے۔ کیا خود حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو خدا نہ بھیجتا۔ مگر یہ خدا تعالیٰ کا قانون اور سُنت نہیں اسلئے حضرت مسیح کا آنا غلط ہے۔ بلکہ ان کی خو خصلت اور قوت روحانی کا ایک مثیل آنیوالا تھا۔ اور وہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔

سوم۔ غیراحمدی اعتقاد رکھتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد

نعوذ باللہ خدا تعالیٰ کی وہ روحانی برکات اور فیض کا دروازہ بند ہوگیا جس کو نبوت کہتے ہیں۔ جس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک ہوتی ہے۔ تم بتاؤ کہ اگر کسی آدمی کے بعد اسکے خاندان کا سلسلہ بند ہو جاوے۔ یعنے اس کے کوئی اولاد نہ ہو تو وہ مبارک سمجھا جائیگا یا کیا؟

کیا ہم کسی بادشاہ کو اسلئے بڑا کہیں گے کہ اسکے بعد سلطنت ختم ہوگئی ہے یا وہ بادشاہ اسلئے بڑا ہوگا۔ کہ دوسروں کو بھی بادشاہ بنا سکتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ہم مانتے ہیں کہ وہ نبیوں کے سردار ہیں۔ اگر آپ کے ماتحت کوئی نبی ہی نہ ہو سردار کس طرح ہونگے۔ پس یاد رکھو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوۃ کا دروازہ بند نہیں مگر یہ

دروازہ اسی شخص پر کھلے گا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام اور خادم ہو

جب تک وہ اس دروازہ میں داخل نہ ہو اس فیض اور برکت کو پا نہیں سکتا۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں ؎

برتر گمان و وہم سے احمد کی شان ہے ٭ جس کا غلام دیکھو مسیح الزمان ہے۔

پس حضرت مسیح موعود کو خدا تعالےٰ نے نبی فرمایا اور آپ نبی ہیں۔ مگر کوئی نئی شریعت یا نئی کتاب لیکر نہیں آئے یہ نبوۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

کی کامل اتباع اور غلامی میں آپ نے پائی۔
اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اسقدر فنا ہوئے۔ کہ غیریت باقی ہی نہ رہی۔

چہارم۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد خلافت راشدہ اسی طرحپر قائم ہے جسطرحپر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد قائم ہوئی۔ اور خلیفہ وقت کی بیعت اور اطاعت لازمی ہے اور اس سے الگ ہونا موت اور جہالت کی موت ہے۔ اور یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ یہ ہمارا اختلاف ان لوگوں سے ہے جنھوں نے مسیح موعود ع کا تو اقرار کیا۔ مگر خلافت راشدہ سے بغاوت کر کے لاہور میں الگ مسجد ضرار بنائی ہے اور جماعت میں تفرقہ پیدا کر دیا۔

مینے یہ ان عقائد کا ذکر کیا ہے جنمیں ہمارا دوسرے مسلمانوں سے اختلاف ہے۔ عقائد صحیح یہی ہیں۔

اعمال صالحہ

اعمال صالحہ کے متعلق مجھکو اسقدر کہنا ہے۔ کہ جو اعمال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائے اور کرکے دکھائے۔ اور پھر جسطرحپر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء نے اب کر کے دکھایا۔ اسیطرح انکو بجالانا چاہیئے۔ نمازوں کو سنوار کر اور سمجھ کر پڑھنا چاہیئے۔ ماہ رمضان کے روزے

زکوٰۃ اور حج میں ہر ایک کی تشریح نہیں کرونگا۔ صرف اسی قدر بتانا کافی سمجھتا ہوں

اخلاق فاضلہ

اعمال صالحہ کے ساتھ ہی اخلاق فاضلہ کو اختیار کرنا بھی ضروری ہے۔ اور انکی بہت سی قسمیں ہیں۔ مثلاً زبان کے متعلق۔ یاد رکھو کہ جھوٹی گواہی نہ دینا۔ جھوٹ نہ بولنا۔ کسی پر تہمت نہ لگانا۔ حق کو نہ چھپانا۔ گالی نہ دینا۔ کسی کو ٹھٹھا نہ کرنا۔ غیبت نہ کرنا۔ طعنہ نہ دینا۔ لعنت اور بددعا نہ کرنا۔ یہ وہ اعمال ہیں۔ جو نہ کرنے کے متعلق ہیں۔

سچ بولنا اور جس سچائی کو قبول کیا ہے اسکی اشاعت کرنا۔ دوسروں تک پہنچانا خدا کی حمد اور تعریف کرنا۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر اور حضرت مسیح موعودؑ پر درود پڑھنا۔ استغفار اور لاحول پڑھنا۔

اسیطرح آنکھ کے متعلق بدنظری نہ کرنا کسی کو حقارت سے نہ دیکھنا۔ کان سے بُری بات نہ سُننا۔ اپنے ہاتھ سے کسی کو دُکھ نہ دینا۔ کسی کا مال نہ لینا۔ کسی قسم کی خیانت نہ کرنا۔ فضول خرچی نہ کرنا۔ چوری نہ کرنا وغیرہ باتیں ہیں۔ جن سے بچنا چاہیئے اسکے بالمقابل دوسروں کے ساتھ ہر قسم کی نیکی کرنا۔ ہمدردی اور سلوک سے پیش آنا ضروری ہے۔

جب عقائد صحیح ہوں۔ اعمال صالحہ ہوں۔ اخلاق فاضلہ ہوں۔ تو ایسا انسان

مرد ہو یا عورت حقیقی طور پر مسلمان یا احمدی کہلاتی ہے۔

دوسروں کے متعلق ہمارے فرائض

نفس کے حقوق اور فرائض کے مختصر بیان کرنے کے بعد اب میں ان حقوق اور فرائض کی طرف توجہ دلاتا ہوں جو دوسروں کے تم پر ہیں۔ اور وہ ماں باپ کے حقوق ہیں۔ بہنوں بھائیوں اور دوسرے رشتہ داروں کے حقوق ہیں۔ شوہروں کے حقوق ہیں۔ اولاد کے حقوق ہیں۔ اس جماعت یا سلسلہ کے حقوق ہیں۔ جس کے ساتھ تمہارا تعلق ہے۔

سوائے جماعت یا سلسلہ کے فرائض کے بعض کا میں بہت مختصر تذکرہ کرونگا اسلئے کہ مفصل بیان کرنیکا نہ موقع ہے نہ وقت۔

والدین کے حقوق

والدین کے حقوق و فرائض کے متعلق قرآن کریم نے اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جن باتوں کی تعلیم دی ہے انکا خلاصہ یہ ہے۔ کہ بلا لحاظ مذہب و عقاید ماں باپ کے ساتھ سلوک کیا جاوے۔ ان سے جو بات کی جاوے۔ وہ ادب اور نرمی سے کی جاوے۔ حتیٰ کہ انکے سامنے اُف تک نہ کی جائے۔ ادب اور تعظیم سے انکے ساتھ پیش آؤ۔ انکے لئے دعائے مغفرت ورحمت کرو۔ ان سے اپنے لئے دُعا کراؤ۔ کہ ماں باپ کی دعا اولاد کے حق میں قبول ہوتی ہے۔

باوجود ان تمام باتوں کے قرآن کریم نے ایک اور ہدایت بھی کی ہے اور وہ ان سب سے بڑھ کر ہے اور وہ یہ ہے کہ کسی ایسے امر میں جو خدا تعالےٰ کے ارشاد اور حکم و ہدایت کے خلاف ہو انکی اطاعت نہ کی جاوے۔ چنانچہ فرمایا۔

ووصّینا الانسان بوالدیہ حُسناً ط وان جاھدٰك لتشرك بی مالیس لك به علمٌ فلا تطعھما الیّ مرجعکم فانبئکم بما کنتم تعملون ٥

(سورۂ عنکبوت پارہ ۲۰)

یعنے ہمنے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا ہے۔ (لیکن)، اگر ماں باپ تیرے درپے ہوں۔ کہ تو کسی کو میرے ساتھ شریک کر۔ حالانکہ شریک خدا ہونے کی کوئی دلیل تیرے پاس نہیں ہے۔ تو اس بات میں انکی فرمانبرداری نہ کرو۔ تم سب کو میری ہی طرف آنا ہے۔ پس میں تمہارے اعمال سے تمکو آگاہ کرونگا۔

باوجودیکہ قرآن مجید اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں والدین کی اطاعت و فرمانبرداری اور حسن سلوک کی بے حد تاکید ہے۔ مگر یہ ہرگز جائز نہیں سمجھا گیا کہ خدا تعالےٰ کے حکم کے مقابلہ میں وہ کوئی حکم دیں تو اس کی تعمیل بھی کی جاوے۔ بلکہ اس کی اطاعت نہ کی جاوے۔ یہ تعلیم اسی

ہدایت کا ماخذ ہے۔ اور اسی اقرار کی جان ہے جو ہم بیعت میں کرتے ہیں۔ کہ

دین کو دنیا پر مقدم کروں گا

خدا تعالےٰ کے ساتھ شریک کرنے کا یہی مطلب نہیں کہ کسی درخت یا پتھر کی پوجا کی جاوے۔ بلکہ یہ بھی شرک کی ہی ایک قسم ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کے حکم کے مقابلہ میں کسی دوسری ہدایت یا خواہش کو مان لیا جاوے۔ جیسے رسومات کی پابندی ہوتی ہے۔ یا بعض اوقات ایسے حالات پیش آجاتے ہیں۔ کہ دین کا حکم اور ہوتا ہے۔ برادری کچھ اور چاہتی ہے۔

بعض احمدی خواتین کے لئے یہ دقت بھی پیش آجاتی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ انکو حق کی سمجھ دیدیتا ہے۔ اور وہ سلسلہ میں داخل ہو جاتی ہیں۔ لیکن ان کے ماں باپ یا دوسرے رشتہ دار نہیں ہوتے۔ اس صورت میں انکو اسی پر عمل کرنا پڑے گا۔ کہ وہ ان سے سلوک اور مروت تو کریں۔ نرمی اور ادب کو تو ملحوظ رکھیں مگر جب سلسلہ کے متعلق کوئی بات آجاوے تو ان کی ذرا بھی پرواہ نہ کریں۔

جب تک سلسلہ کے لئے باپ اور بھائی اور بیٹے اور بیٹی اور دوسرے رشتہ داروں اور اموال کو ہم قربان کردینا آسان نہیں سمجھتے۔ اسوقت تک وہ برکات۔ وہ فضل اور فتوحات ہمکو نہیں دیئے جاتے جو قربانی کے بعد ملتے ہیں۔

پس ہم اپنے رشتہ داروں سے ہی نہیں تمام دنیا سے ہر قسم کی نیکی اور سلوک کر سکتے ہیں۔ اور کرنا چاہیئے لیکن سلسلہ حقہ کے خلاف کوئی بات ہم نہ سن سکتی ہیں۔ اور نہ مان سکتے ہیں۔ اس اصل کو مضبوط پکڑلو کسی تکلیف اور کسی نقصان کو اس کے مقابلہ میں وقعت نہ دو۔

جب تک یہ روح تمہارے اندر پیدا نہ ہو جاعت میں وہ قوت اور طاقت پیدا نہیں ہو سکتی جس کی ضرورت ہے۔ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد رسالت میں عورتوں نے اپنے ایمان اور قربانیوں سے اس بات کو ثابت کر دیا ہے کہ وہ ہر مصیبت اور مشکل کا مقابلہ اسلام کے لئے کر سکتی ہیں۔

یہ جرأت جب تمہارے اندر پیدا ہو جائے گی۔ تو مخالفت کا سلسلہ بھی ختم ہو جائیگا۔ غرض والدین کے ساتھ احسان، سلوک اور ہر قسم کی مروت کا حکم دیا ہے۔ اور اپنی عبادت کے ساتھ اس کی تاکید کی ہے۔

اولاد کے متعلق حقوق اور فرائض

والدین کے حقوق و فرائض کے بعد میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اولاد کے متعلق تمہارے کیا فرائض ہیں؟ یہ مضمون بجائے خود ایک مستقل مضمون ہے اور اس کے ضمن میں بہت کچھ بتانے کی ضرورت ہے۔ لیکن مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ تربیت اولاد پر ایک

الگ لیکچر ہونیوالا ہے۔ اور اس لئے میں اس حصہ کو چھوڑ دونگا۔

اولاد کے متعلق ماں باپ کا جو اہم فرض ہے وہ یہ ہے۔ کہ خواہش نیک اور صالح اولاد کی پیدا وے۔ جس کے لئے ہمیشہ دعاؤں کی ضرورت ہے۔ بہت ہی کم ماں باپ ہوتے ہیں جو اس حقیقت سے واقف ہوتے ہیں۔ قرآن مجید میں حضرت ذکریا علیہ السلام کی دعا موجود ہے۔ انہوں نے نیک اولاد کے لئے دُعا کی۔ پھر ایک عورت کا واقعہ موجود ہے۔ یعنے حضرت مریم علیہا السلام کی ماں کا جس نے ان دنوں جبکہ وہ پیٹ میں تھیں اپنی اولاد کو خدا کے دین کے لئے وقف کیا۔ اور جب مریمؑ پیدا ہوئیں۔ تو انکو خدمت دین کے لئے وقف کردیا۔

مینے اپنے مضمون کے شروع میں کہا تھا۔ کہ جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔ مائیں کلید جنت ہیں۔ وہ کس طرح ہے۔ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر بچہ فطرۃً اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔ پھر اس کے ماں باپ اسکو مجوسی یا یہودی بنا دیتے ہیں۔ اس سے والدین اور ماؤں کی ذمہ داری اور اہم فرض کا پتہ لگتا ہے۔

اگر ماں اچھی طرح اولاد کی تربیت نہ کرے تو وہ خود اسکو جہنم کے قابل بنا دیگی۔ اور اگر اس کی تربیت عمدہ اور اعلیٰ ہو تو وہ اسے خادم دین بنا کر جنت میں لے جانیکا موجب ہو جائیگی۔ اور اسی سے سمجھ میں آجاتا ہے کہ وہ کس طرح کلید جنت

ہیں۔ اور انکا کیا فرض ہے

قتل اولاد سے بچو

حقوق اولاد کے ضمن میں یہ بات بھی جاننے کے قابل ہے۔ کہ قرآن مجید نے اولاد کے قتل سے منع کیا ہے۔ بخوف افلاس۔ ممکن ہے تم میں سے کسی کو یہ خیال پیدا ہو کہ ایسی کونسی ماں ہے جو اپنی اولاد کو قتل کر دے۔ مگر یہ واقعات ہیں بعض عورتیں ایسی ادویات استعمال کر لیتی ہیں کہ آیندہ اولاد کا سلسلہ بند ہو جائے۔ اولاد کو دینی تعلیم سے روکنا اور ان کی عمدہ تربیت نہ کرنا۔ یہ سب قتل اولاد میں داخل ہے۔ بس یہی قتل نہیں کہ گلا گھونٹ کر یا کسی اور طرح سے ہلاک کر دیا جائے۔ بلکہ دین نہ سکھانا اور تعلیم سے بے بہرہ رکھنا۔ اچھی طرح تربیت نہ کرنا یہ سب قتل میں داخل ہیں۔ اور یہ بہت خوف کا مقام ہے۔

ہو سکتا ہے کہ ہماری ذراسی غفلت ہمکو قتل اولاد کے جرم کا موجب بنا دے۔ چونکہ بچے اس زمانہ میں جبکہ وہ ہر ایک قسم کے اثرات کو قبول کرنے کی بہت بڑی اہلیت رکھتے ہیں۔ اور انکے دل ایک تصویری آئینہ کی طرح ہوتے ہیں۔ ماں کے زیر اثر ہوتے ہیں۔ اسلئے اسوقت اگر تم اپنی عملی زندگی سے انکے اندر وہ خوبیاں اور کمالات پیدا نہیں کرتی ہو جو ایک سچے اور کامل احمدی کے لئے ضروری ہیں تو یہ سخت جوابدہی کا مقام ہوگا۔

انگریزی میں ایک ضرب المثل ہے۔ کہ آج کے بچے کل کے باپ ہونگے۔ قوم اور جماعت کا آیندہ انحصار ان بچوں پر ہے جو آج تمہاری گودوں میں ہیں۔ اور انکو قوم کے لئے مفید یا مضر بنانا جہانتک اسباب اور تربیت کا تعلق ہے۔ تم پر موقوف ہے۔ اور اسی لئے میںنے شروع میں یہ کہا ہے۔ کہ

احمدیت کا شاندار مستقبل تمہارے ہاتھ میں ہے۔

اگر تم ایسے بچے پیدا کرتی ہو جو دین کے لئے اپنی زندگیاں کے قربان کرنے کے لئے ایک دوسرے سے بڑھ کر آگے آنیوالے ہوں۔ اگر تم ایسے طور پر اپنے بچوں کو اُٹھاتی ہو۔ کہ انمیں خالدؓ اور ضرارؓ۔ ابو عبیدہؓ اور دوسرے اسلامی تاریخ کے روشن ستاروں کی روح کام کرتی ہو۔ تو تم مبارک باد کے قابل ہو کہ تم نے اپنا فرض ادا کر دیا۔

لیکن اگر تمہارے اغوش مادری میں ایسے بچے طیار ہوتے ہیں (خدا نہ کرے کہ ہوں) کہ وہ کاہل۔ آرام طلب۔ دین سے غافل اور ڈرپوک ہوں۔ تو یہ سلسلہ کے لئے موجب ننگ ہوں گے۔ بلکہ وہ خود تمہاری رسوائی کا موجب ہو سکتے ہیں۔ تو بچے بظاہر زندہ ہونگے لیکن مُردوں سے بدتر۔ اسلئے تمہارا فرض بہت نازک اور اہم ہے۔

اسلام کی اشاعت میں عورتوں کا حصّہ

اسلام کی اشاعت اس کی حفاظت میں عورتوں کے کارنامے نہایت شاندار ہیں۔ اور اسلامی تاریخ میں مسلمان خواتین کا مردوں سے کم حصّہ نہیں۔ میں تمہیں ان کے کارنامے سُناتا اگر وقت کی تنگی کا مجھے اندیشہ نہ ہوتا۔ تاہم میں بتاتا ہوں کہ خدمت واشاعت اسلام میں کوئی صیغہ ایسا نہیں جسمیں عورتوں نے بڑھ کر حصّہ نہ لیا ہو۔

اسلام کو سب سے پہلے قبول کرنے میں عورت کا پہلا درجہ ہے۔ اشاعت اسلام کے کام میں انہوں نے مردوں سے کم حصّہ نہیں لیا۔ حفاظت دین اور تعلیم دین میں کوئی کمی نہیں کی۔ حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا نے جسقدر علم دین کو پھیلایا وہ ظاہر ہے۔ نومسلموں کا تکفل۔ مجاہدین کی خدمت۔ خدمات مساجد۔ مریضوں کی تیمارداری غرض ہر قسم کے امور میں وہ مردوں کے برابر حصّہ لیتی تھیں۔ اور بعض اوقات ان سے بھی بڑھ جاتی تھیں۔

اور یہ ایسی بات نہیں کہ اسوقت تو ہوسکتا تھا اب نہیں ہوسکتا۔ اب بھی تم اپنے مقابل قوموں کو دیکھو کہ وہ کس طرح اپنے قومی معاملات میں برابر کی شریک ہیں۔ نہ عیسائی عورتوں پر نظر کرو۔ آریہ اور سکھ خواتین کو دیکھو کہ وہ اپنے مذہب اور قوم کے لئے کس کس قسم کی قربانیاں کر رہی ہیں؟

پس ضرورت ہے کہ تم اپنے بچوں کی ایسی تربیت کرو۔ کہ وہ خدمت دین کے لئے اپنی ہر چیز حتی کہ عزیز جان کو بھی قربان کرنے پر آمادہ رہیں۔ اور تمکو فخر ہو کہ تمنے ایسے بچے پیدا کئے اور تم ایسے فدایان اسلام کی ماں ہو۔ یا بہن ہو یا بیٹی ہو۔

غرض تربیت اولاد میں تمہارا مقام اعلیٰ ہو۔ میں جیسا کہ کہہ چکا ہوں تربیت اولاد کے متعلق بہت کچھ کہتا اگر اس مضمون پر تمہارے سامنے دوسرے بزرگ تقریر کرنیوالے نہ ہوتے۔ تاہم موٹے موٹے اصول یاد رکھو۔

اوّل دُعا سے بہت کام لو۔ اور اولاد کے لئے تمہاری خواہش اثبات پر مبنی ہو کہ باقیات الصالحات ہو

دوم۔ یہ نیت کرو کہ جو اولاد ہو وہ خادم اسلام ہو اور خدمت دین کے لئے اسکی زندگی وقف ہو۔ وقف اولاد کی نظیر قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے۔ ایک عورت نے رکھی حضرت مریمؑ کی ماں نے۔ پس تم اسپر عمل کرو۔

سوم۔ اولاد کی تعلیم و تربیت اور بہترین اخلاق و اعمال کے حاصل کرنے میں کبھی مفلسی کا خیال نہ کرو جسقدر روپیہ تم انکے زردار کپڑوں اور زیوروں پر خرچ کرتی ہو اُسے انکی تعلیم اور بہترین تربیت پر خرچ کرو۔ اگر انکی تعلیم و تربیت میں اس وجہ سے تمنے مضائقہ کیا تو یہ قتل اولاد ہوگا۔ ایسا ہی انکی صحت کا خیال نہ رکھنا بھی قتل اولاد میں داخل ہوگا۔

چہارم۔ اپنے نیک نمونہ سے بچوں کی اصلاح کرو۔ اسلئے کہ انکا دل تصویر کے شیشہ

کی طرح ہوتا ہے۔ جس رنگ میں تم انکے سامنے اپنے اعمال کو رکھو گی وہی نقش اسپر آجائیگا۔
پنجم۔ بچوں کو خیالی اور فرضی باتوں سے ڈرا کر انہیں بزدلی پیدا نہ کرو۔ بلکہ ہمیشہ انکو جرأت اور حوصلہ دلاؤ۔ اور پچھلے اسلامی بہادروں اور بزرگوں کے کارنامے سُنا کر انہیں ہمت جرأت اور خدا پرستی اور دوسروں کیلئے ایثار اور قربانی کا مادہ پیدا کرو۔ ان اصول خمسہ کو مدنظر رکھکر انکی تربیت اور تعلیم میں مصروف رہو۔

سلسلہ کے حقوق و فرائض

اب میں اپنی تقریر کے آخری حصہ پر آرہا ہوں۔ اور وہ یہ کہ سلسلہ کے متعلق احمدی عورتوں کے کیا فرائض ہیں؟
کسی جماعت یا قوم کے ہر فرد پر اپنی جماعت کے لئے کچھ خاص ذمہ داریاں ہوتی ہیں۔ اور اگر انکی پرواہ نہ کی جاوے تو جماعت کمزور ہوتی چلی جاتی ہے۔ اور آخر وہ اس کی موت کا موجب ہو جاتی ہے۔ جماعت یا قوم مختلف افراد سے بنتی ہے۔ اگر اس جماعت کے سب افراد اپنی جگہ اس سلسلہ کے قیام اور قوام کے لئے پوری کوشش نہ کریں۔ تو وہ سلسلہ رفتہ رفتہ مٹ جاتا ہے۔ جیطرح افراد پر موت کا اثر ہوتا ہے۔ اسیطرح پر قوموں اور حکومتوں پر بھی اثر ہوتا ہے۔
اس لئے سب سے بڑی ذمہ داری ہمپر یہی ہے کہ ہمارے کسی قول یا فعل سے کوئی ایسا امر سرزد نہ ہو جو جماعت کے لئے موجب ضعف اور کمزوری ہو۔ سلسلہ کے فرائض بہت

وسیع ہے۔ مگر میں اسے چند مختصر اصولوں کے بیان پر ختم کر دونگا۔

اوّل۔ احمدی عورتوں کا یہ فرض ہے کہ وہ سلسلہ کیلئے اپنے آپ کو مردوں سے کسی صورت میں کم ذمہ وار نہ سمجھیں بلکہ ان سے بڑھکر ذمہ وار سمجھیں کیونکہ بہت سی باتیں ایسی ہیں کہ وہ عورتوں ہی کی کوشش اور سعی سے درست ہو سکتی ہیں۔ جنمیں سے بعض کا میں ذکر کرتا ہوں۔

(الف) سلسلہ کی خصوصیات کو قائم رکھنا۔ سلسلہ احمدیہ کی کچھ خصوصیات ہیں۔ اور جب تک کوئی قوم اپنی خصوصیات کو قائم نہ رکھے۔ وہ زندہ نہیں رہ سکتی۔ ان میں سے ایک غیر احمدیوں کو لڑکی کا رشتہ نہ دینا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خصوصیت کے ساتھ اسبات سے منع کیا ہے کہ غیر احمدی لڑکے کو لڑکی نہ دیجاوے۔ اور حضرت خلیفہ ثانی نے اس ہدایت کو عام کیا ہے۔ اور آپ اسپر عملدرآمد کرانے کیلئے اور جماعت کے انتظام کو قائم رکھنے کے لئے بہت سخت ہیں۔

عورتوں میں اگر جذبہ پیدا ہو جائے تو وہ اپنے شوہروں کو اس بدی سے روک سکتی ہیں۔ اور ذرا بھی احتمال اسکا نہیں رہ سکتا۔ کیا تم پسند کرتی ہو کہ تمہاری لڑکیاں غیر احمدیوں کے گھر وں میں جا کر جہنم کا ایندھن بنجائیں۔ کوئی باپ اور کوئی ماں ایسا پسند نہیں کر سکتی۔

تمام رشتوں اور تعلقات کی عزت خدا تعالیٰ کے حکم کے ماتحت ہے۔ اور اگر ایک شخص خدا کے ایک مامور و مرسل کی تکذیب کرتا ہے تو ہمارا اس سے کوئی رشتہ قائم نہیں رہ سکتا۔ پس اس اصل پر نہایت مضبوطی سے عمل کیا جاوے۔

(ب) عورتوں ہی کے ذریعہ سے چندوں کی باقاعدگی اور سلسلہ کی مالی مشکلات کا سوال حل ہو سکتا ہے۔ اگر وہ اپنے اخراجات کو کم کر دیں۔ اور اپنے شوہروں پر سے، ان مطالبات کو اُٹھا دیں جن کے بغیر گذارہ ہو سکتا ہے اور سلسلہ کی ضروریات کے لئے انکو اس روپیہ کے خرچ کرنے پر زور دیں تو بہت کچھ مشکلات دور ہو جاتی ہیں۔

میں جب یہ کہتا ہوں تو اس سے میری ہرگز یہ مراد نہیں کہ احمدی عورتیں ایثار میں کسی سے پیچھے ہیں بلکہ احمدی خواتین نے اپنے طرز عمل سے بتا دیا ہے کہ

وہ مردوں سے بھی آگے ہیں۔

جرمن مسجد

برلن کی مسجد کے موقعہ پر جس قربانی اور ایثار کا ثبوت تم نے دیا ہے۔ اُس نے دنیا کو ہلا دیا ہے۔ یورپ کے ملکوں میں تمہارا یہ ایثار حیرت سے دیکھا گیا ہے اور ان لوگوں کو یقین نہیں آتا کہ کس طرح عورتیں تین ماہ کے اندر اسقدر رقم دے سکتی ہیں؟ مگر یہ واقعہ ہے تم نے دیا اور دنیا نے دیکھا اور دنیا کے آخر تک

تمہارا نام زندہ رہے گا۔

احمدی مردوں سے ملکانہ فنڈ کے لئے پچاس ہزار مانگا گیا اور وہ ابھی تک پورا نہیں ہوا۔ مگر تم نے تین ماہ کے اندر ساٹھ ہزار سے زیادہ

اپنے امام کے قدموں پر نثار کر دیا

آفرین باد بریں ہمت مردانۂ تو

غرض میرا مطلب اس سے یہ ہے کہ اگر وہ اس کام کو اپنے ہاتھ میں لے لیں اور سلسلہ کی ضروریات کو مقدم کرکے اپنی ان ضروریات کا مطالبہ اپنے شوہروں سے نہ کریں جو نمایش اور زینت ہی کی حد تک سمجھی جا سکتی ہیں۔ تو سلسلہ کی آمدنی میں بے حد ترقی ہو سکتی ہے۔ تمہارے گھروں میں سادگی اور تمہاری تقریبوں میں سادگی پیدا ہو جائے۔ تو پھر بہت بڑی اقتصادی خدمت تمہارے ذریعہ ہوگی۔ میں اس قسم کے امور پر رسالہ تادیب النساء میں انشاء اللہ بحث کروں گا۔

دوم۔ سلسلہ کا سب سے بڑا یہ حق تم پر ہے کہ تم اس اتحاد کی قدر کرو۔ جو خدا تعالیٰ نے امام کے ہاتھ پر ایک جماعت قائم کرنے کی صورت میں پیدا کر دیا ہے۔ اپنی اغراض اور خواہشوں کو جہاں جماعت کے اتحاد کا سوال ہو قربان کر دیا کرو۔ کوئی ایسی بات نہ ہو کہ جس سے کسی قسم کا فتنہ پیدا ہوتا ہو۔ اور جماعت کے اتحاد میں فرق آتا ہو۔ اور ایسا دل اور ایسی روح پیدا کرو کہ تم سلسلہ کے خلاف کوئی بات سُن ہی نہ سکو۔ ممکن ہے بعض وقت تمہاری نظر میں کوئی بات ایسی ہو جس پر کوئی اعتراض یا نقطہ چینی ہو سکتی ہو یا کوئی کرتا ہو تو اسکو وہیں چھوڑ دو۔ اگر واقعی نقص ہے تو حضرت امام کو کہو اور کسی سے مت کہو۔ یہ بات عیب چینی کا موجب ہو کر ہلاک کر دیتی ہے

سوم۔ سلسلہ کے مرکز کے ساتھ اپنے تعلقات کو بڑھاتی رہو۔ اور اس کی ایک صورت اور نہایت ضروری صورت یہ ہے۔ کہ تم اپنے بچوں کو تعلیم کے لئے یہاں بھیجو۔ اور اس

سلسلہ میں وقتاً فوقتاً یہاں آکر رہو۔ میں اسکو بھی تمہارے فرائض میں سمجھتا ہوں کہ تم اپنے قابل تعلیم بچوں کو قادیان کے سوا کسی دوسری جگہ نہ تعلیم دلواؤ۔ کیونکہ جو اثرات بچپن میں ہوتے ہیں۔ وہ نہایت گہرے ہوتے ہیں۔ اور بچوں کی اصلاح اور فلاح کا کام خدا تعالےٰ کے قدرتی طور پر ماں کے سپرد کیا ہے۔ جسقدر اثر وہ ماں کی طرف سے لیتا ہے اسقدر باپ کی طرف سے نہیں۔ اسلئے کہ زمانہ دراز تک وہ ماں کے زیر اثر رہتا ہے۔ اور میں یہ کہہ چکا ہوں۔ کہ آجکلے بچے کل کے باپ ہیں۔ آیندہ قوم کا قیمتی اور بڑا جزو وہی بچے ہیں۔ جو تمہاری گودوں میں ہیں۔ یا جو آیندہ پیدا ہونگے۔ اور انہیں سے آیندہ قوم بنے گی۔ پس اگر آج انکا فکر نہ کیا گیا اور انمیں دینی جذبہ اور قومی حمیت پیدا نہ کی گئی۔ تو ہم بہت بڑی غلطی کرینگے۔ اور اسکی یہی صورت ہے کہ جب تک وہ تمہارے پاس رہیں۔ اپنے عمل سے اپنی تعلیم سے انمیں احمدیت کی روح پیدا کرو اور پھر تعلیم کے لئے یہاں بھیجدو۔

چہارم۔ سلسلہ کا بہت بڑا فرض تم پر یہ ہے کہ تم سلسلہ کی حقیقت سے واقف ہو۔ کہ خدا تعالیٰ نے اس سلسلہ کو کیوں قائم کیا ہے۔ اور اس غرض کے پورا کرنے میں تمہارا کتنا دخل ہے۔ پھر اسکے لئے ہمہ تن کوشش کرو۔ اسکے لئے یہ بھی ضرورت ہے۔ کہ تم سلسلہ کی کتابوں اور اخباروں کو پڑھو۔ جو عورتیں ابتک پڑھ نہیں سکتی ہیں۔ وہ پڑھنا شروع کریں۔ جہالت ایک قسم کی موت ہوتی ہے۔ اگر روزانہ ایک گھنٹہ بھی رکھا جاوے

تو چھ مہینے میں حضرت صاحب کی کتابوں کے پڑھنے کی طاقت پیدا ہو جائیگی۔

مجھے اس سال مجلس مشاورت میں یہ معلوم کر کے سخت تعجب ہوا کہ عورتوں میں بہت بڑا حصہ ایسا بھی ہے جو صحیح طور پر کلمہ بھی نہیں جانتا۔ اسلئے اس سال کا نصاب انکا یہی رکھا گیا کہ وہ کلمہ اور اسکا ترجمہ اور نماز یاد کریں۔

عورتوں کی تعلیم ایک نہایت ضروری مسئلہ ہے۔ آج سے تیس سال پیشتر اسکو برا سمجھا جاتا تھا۔ مگر اب عورتوں کی تعلیم کا سلسلہ بڑی سرگرمی سے جاری ہے۔ اس سال پنجاب یونیورسٹی میں ۸ عورتوں نے اعلیٰ ڈگریاں حاصل کی ہیں۔

غرض تمہارا فرض ہے کہ تم ان پڑھ نہ رہو۔ اپنے شوہروں سے اور والدین سے اس امر کا مطالبہ کرو کہ وہ تمہاری دینی تعلیم کا پورا پورا انتظام کریں۔ آئندہ کوشش ہو کہ کوئی عورت بھی سلسلہ میں ان پڑھ نہ ہو۔ جب تک تم خود حضرت اقدس کی کتابوں کو نہ پڑھو پورے طور پر تم سلسلہ کے اغراض و مقاصد اور اس کی صداقت کے دلائل نہیں سمجھ سکتی ہو

پنجم۔ سلسلہ کے ان فرائض میں سے جو تم پر ہیں۔ یہ بھی فرض ہے کہ باہم اتحاد اور محبت پیدا کرنے کے لئے تمہاری انجمنیں قائم ہوں۔ ایسی انجمنیں جیسی لجنۃ اماء اللہ ہے۔ تمام دنیا میں عورتوں کی انجمنیں بنی ہوئی ہیں۔ انہیں ایام میں علیگڑھ میں ہندوستان کی عورتوں کی ایک انجمن کا اجلاس ہو رہا ہے۔ مگر وہ انجمنیں محض دنیا کے لئے ہیں۔ لیکن تمہاری

انجمن خدا کے دین کی حمایت اور خدمت کے لئے ہو گی۔ جیسی کہ لجنہ کام کر رہی ہے۔ اگر باقاعدہ انجمنیں بن جاویں تو نہ صرف باہم محبت ہو گی بلکہ سلسلہ کے بہت ضروری کام آسانی سے ہونے لگیں گے۔

دیکھو اسوقت تک ہمارے پاس کوئی یتیم خانہ نہیں۔ اور اسکی بہت بڑی ضرورت ہے اگر عورتوں کی انجمنیں ہوں تو ایسے بچّوں کا انتظام آسانی سے ہو سکے۔ ایسا ہی بعض بیوگان کی خبرگیری کا بندوبست ہو جائے۔ اور مستورات کی تعلیم کا انتظام بھی سہولت سے ہو۔ اور باہم تبادلہ خیالات سے ترقی معلومات میں بھی ہو۔ اسلئے یہ ضروری ہے کہ ایسی انجمنیں ہر مقام پر قائم ہوں۔ مجلس مشاورت میں چند جگہ انجمنیں بنانے کی تجویز پاس ہوئی تھی۔ مگر میرے کوئی رپورٹ ان مقامات کی آجتک نہیں پڑہی۔ کہ کیا ہوا۔ یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے

ہندوستان اور دنیا کی سیاسی دنیا میں عورتوں کا حصّہ بڑھ رہا ہے۔ یہاں تک کہ بعض شہروں کی کمیٹیوں اور صوبوں کی کونسلوں میں انہیں رائے دینے اور ممبر بننے کے حق دیئے جا رہے ہیں۔ تو ان میں ہماری عورتوں کا بھی حصّہ ہو گا۔ اگر عورتیں پہلے سے اس کام کے لئے طیار اور باخبر نہ ہونگی تو دقتیں اور مشکلات پیش آئیں گی۔ اس لئے ان انجمنوں کے قیام سے یہ فائدہ بھی ہوتا رہیگا کہ وہ اس قسم کی ضروریات سے باخبر رہیں گی۔

ششم - احمدی عورتوں پر سلسلہ کا یہ فرض ہے - کہ جس حق کو انہوں نے سمجھا اور مانا ہے - اسے دوسروں تک پہنچائیں - اور اس کے لئے ضرورتا ہے کہ وہ ان دلائل سے واقف رہیں - جو اس کی صداقت کے ہیں - اور اب چونکہ ہندوستان میں ارتداد کا فتنہ بھی پیدا ہو گیا ہے - اسلئے انکو ان مذاہب دعوت ٔ باطلہ کی تردید کا علم بھی ہونا چاہیئے - جو اسلام پر حملہ کر رہے ہیں - عیسائی - آریہ - برہمو - پس ان دلائل کو ہر وقت یاد رکھنا چاہیئے -

ہفتم - سلسلہ کی ضرورت تم سے اس امر کا بھی مطالبہ کرتی ہیں کہ تم اپنے اور بچوں کے لباس میں فیشن کی غلامی کو ترک کر دو - میں دیکھتا ہوں - کہ بچوں کے لئے انگریزی لباس اور انگریزی طرز کے بالوں کے فیشن ترقی کرتے جا رہے ہیں - یہ ایک بیماری ہے اسی وقت اسکا انسداد کرو - بچے کپڑوں اور بالوں سے خوبصورت نہیں ہونگے - بلکہ وہ علم اور علم بھی علم دین کے پاکیزہ اور قیمتی لباس سے خوبصورت ہونگے - جسقدر روپیہ تم ان باتوں میں خرچ کر سکتی ہو اُسے انکی تعلیم پر خرچ کرو - اور انہیں دین کے خادم اور مبلغ بناؤ -

غرض تم پر سلسلہ کی بہت بڑی ذمہ داری اور نازک ذمہ داری ہے - اور آئندہ سلسلہ کی عظمت و جلال اور اسکے شاندار مستقبل میں تمہارا بہت بڑا دخل ہے - اگر تم

نے غفلت کی تو یاد رکھو بہت بڑی جوابدہی تمہارے ذمہ ہے

پھر قادیان کی مستورات خصوصیت سے ذمہ دار ہیں۔ یہاں باہر سے جو عورتیں آتی ہیں وہ انکے نمونہ اور طرز عمل کو مد نظر رکھتی ہیں۔ انکے اخلاق انکے عادات انکی دینداری انکا احمدیت کے لئے جوش یہ باتیں ہیں جو ان پر اثر ڈالتی ہیں۔

اگر خدانخواستہ ان میں کسی قسم کی کمزوری ہو تو وہ اسی قسم کا اثر پیدا کرے گی۔ اسلئے اپنے نیک نمونوں سے دوسروں کو اس قابل بناؤ کہ وہ اپنے اثرات اپنے بچوں پر نیک ڈالیں۔

اس بات کو خوب یاد رکھو کہ یہ سلسلہ دنیا میں پھیلے گا۔ تم دیکھ رہی ہو کہ پھیل رہا ہے۔ اور دن بدن بڑھ رہا ہے۔ یہ بستی کل دنیا کی ماں سمجھی جائے گی۔ اور تمام دنیا کی عورتیں اور بچے اور جوان اور بوڑھے ہدایت اور اسلام کا دودھ پینے کے لئے اسی ماں کی طرف آئیں گے۔ اور تم میں سے ہر ایک عورت اور ہر ایک مرد اور ہر ایک بچہ اور جوان اور بوڑھا جو یہاں رہتا ہے۔ خدا کے حضور ان قوموں کی ہدایت اور تعلیم کے لئے عملاً جوابدہ ہے۔ پس اپنے اس نازک فرض کو سمجھو اور اس کے لئے ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار ہو جاؤ۔

نہیں معلوم سلسلہ کو کس کس قسم کی اور کیا کیا ضرورتیں پیدا ہوں۔ لیکن اگر ہم آج

اپنے دل میں یہ فیصلہ کر لیتے ہیں۔ اور آخری فیصلہ کہ ہم ہر میدان میں آگے ہوتے کو آمادہ ہیں تو پھر ہمیں کسی ضرورت کے وقت کوئی دقت پیش نہیں آسکتی۔

تم مت سمجھو کہ ہم عورت ذات ہیں گھروں کے اندر بیٹھنے والیاں ہیں ہم کیا کر سکتی ہیں۔ خدا تعالےٰ نے عورت کو بہت بڑی قوت اور طاقت کے ساتھ دنیا میں بھیجا ہے۔ اسکے ہاتھوں میں، اس کے دل میں، اسکے الفاظ میں ایک اثر اور بجلی کی سی طاقت دی ہے۔ وہ دنیا کی ماں ہے اور انسانی نسل کا سب سے بڑا ذریعہ اور مرد کی برابر حصہ دار وہ اگر اصلاح کے کام میں مرد کی مددگار ہو جائے۔ تو تغیر عظیم پیدا کر دیتی ہے۔ نہ میدان جنگ میں وہ پیچھے رہ سکتی ہے نہ علمی مجالس میں۔

یورپ اور امریکہ میں عورتوں کی تعلیمی ترقی کسی صورت میں مردوں سے کم نہیں پچھلی لڑائی میں اس نے دکھا دیا ہے کہ وہ ہر میدان میں آگے ہو سکتی ہے۔ میری غلطی ہے کہ میں تمہیں یورپ اور امریکہ کی مثال دیتا ہوں۔ اسلام میں ایسی نظیریں موجود ہیں۔ کہ یورپ اور امریکہ کو وہ نعمت اسیوقت نصیب ہوگی جب وہ اسلام کو قبول کر لیگا۔ قرن اول کی مسلمان عورتوں نے جو صحابیہ تھیں وہ شاندار کارنامے کئے ہیں کہ انکی مثال دنیا کی تاریخ میں نہیں پائی جاتی۔ انکی قربانیاں ایسی تھیں کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے انہوں نے اپنے بھائیوں، بیٹوں اور شوہروں کو قربان کر دیا۔

پیارے وطنوں کو چھوڑ دیا۔ اور عزیزوں اور رشتہ داروں سے الگ ہوگئیں۔ اور میدان جنگ میں زخم کھا کھا کر بھی دشمنوں کی صفوں کو کاٹ کر ڈال دیا۔ خولہ بنت الازور کے کارنامے آج بھی اسلامی تاریخ میں حیرت انگیز اثر پیدا کرتے ہیں۔

تم میں بادشاہ گذری ہیں۔ تم میں میدان جنگ کی سب سے بڑی سپاہی گذری ہیں۔ تم میں ایسی عالمہ گذری ہیں کہ ہزاروں لاکھوں انسان انکے پاس دین سیکھنے کو آتے تھے۔ ہاں تم ہی میں سے وہ مائیں تھیں جنہوں نے جنید بغدادی۔ شبلی۔ سید عبدالقادر جیلانی۔ امام شافعی اور امام مالک وغیرہم بزرگ (خدا کا ان سب پر سلام اور رحمت ہو) پیدا کئے۔ تم ہی میں وہ خدا کی عبادت گذار تھیں۔ کہ بڑے بڑے عابد وزاہد بزرگوں کو ان پر رشک آتا تھا۔ جیسے حضرت رابعہ بصری۔

پس تم میں خدا نے کوئی قوت کم نہیں رکھی۔ آج بھی وہی خوبیاں اور وہی قدرتیں تم میں پیدا ہو سکتی ہیں۔ تم آج بھی ویسے ہی بچے پیدا کر سکتی ہو اور انہیں دین کے لئے ویسے ہی خدمت گذار بنا سکتی ہو۔ نہیں نہیں تم میں ابھی ایسی عورتیں ہیں جنہوں نے اس وقت بھی قربانیاں کی ہیں۔ ابھی ابھی صادق امریکہ سے آیا ہے۔ کیا اس کی بی بی نے سات سال تک خدا کی رضاء کے لئے اپنے شوہر کو نہیں چھوڑ رکھا اور اس کی جدائی کو اختیار کیا۔ ابھی ابھی ہمارا نہایت ہی پیارا بچہ وطن سے دور ماریشس میں

مولوی عبیداللہ خدا کی رحمت اسپر ہو فوت ہوا۔ کیا اسکی بی بی نے خدا کی رضا کے لیئے اس دور دراز سفر کو اختیار نہیں کیا؟ وہ شوہر کے ساتھ گئی تھی اس میدان جنگ میں وہ شوہر کو اپنے ہاتھ سے خدا کی راہ میں دفن کر چکی ہے۔ اور سہاگن کی بجائے بیوہ ہوکر آوے گی۔ مگر ایسی بیوگی پر لاکھ سہاگ نثار ہیں۔ جو خدا کی راہ میں ہو اور اس کی رضا کے لیئے ہو۔ میں خود بھی خدا کا شکر کرتا ہوں کہ اللہ تعالے نے مجھے اور میری بیوی کو بھی توفیق دی کہ ہم اپنے پلوٹھے بچے کو خدا کی راہ میں مصر کی خونی سرزمین میں خدا کے مرسل کا پیغام پہنچانے کے لیئے بھیج سکے۔

بہرحال یہ یاد رکھو کہ احمدیت کے مستقبل میں تمہارا ہاتھ ہے۔ اور اسکا بہت بڑا انحصار تمہاری کوششوں اور دعاؤں پر ہے۔ اگر تم اپنے فرائض کو عمدگی سے ادا کروگی تو تم ایسی اولاد اپنی یادگار چھوڑو گی جو دنیا میں اسلام کا جھنڈا بلند کرتی پھریگی اور آنے والی نسلیں تمپر سلام بھیجیں گی۔

ختم کرنے سے پہلے میں ایک اور اہم فرض کی طرف تمکو توجہ دلاتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ تم التزاماً حضرت خلیفۃ المسیح کی صحت کے لئے اپنی نمازوں میں دعا کرو۔ اور یہ بھی کہ اللہ تعالیٰ آپ اپنے ارادوں میں کامیاب کرے۔ میں تو اب بڈھا ہو گیا ہوں مجھے معلوم نہیں کہ پھر مجھے تمہارے سامنے کچھ بولنے کا موقعہ ملیگا یا نہیں اس لئے

میں تمہیں بتاتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ عظیم الشان بشارت جس سے
میری مراد حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ہے ایک **عظیم الشان انسان** ہے
میرا اپنا ایمان آج سے نہیں ایک زمانہ سے یہی ہے کہ یہی وہ مصلح موعود ہے جسکی خدا
نے بشارت دی تھی۔ اسی کے ذریعہ قومیں برکت پائیں گی اور اسی کے ذریعہ یہ سلسلہ اکناف عالم میں پھیل جائیگا۔
اسکے ہاتھ پر سلسلہ کی کامیابی اور ترقی کے لئے بڑے بڑے نشان ظاہر ہونگے۔ مبارک ہونگے وہ لوگ جو ان نشانوں
کو دیکھیں گے۔ اور ان برکات سے حصہ لیں گے۔ اور مبارک ہونگی وہ سعید روحیں جو ان نشانات کے ظاہر ہونے
میں بطور اسباب کے حصہ لینگی۔ پس خدا کی اس نعمت اور برکت کیلئے التزاماً دعائیں کرو۔ میں تمکو یہی ایک راز
کی بات کہتا ہوں کہ سلسلہ کی کامیابی اور حضرت خلیفہ ثانی کیلئے جب تم دعائیں کروگی تو تمہاری اپنے لئے جو
دعائیں ہونگی۔ وہ بھی قبول ہونگی۔

اب آخر میں یہ کہکر میں اس تقریر کو ختم کردیتا ہوں کہ مجھے بہت کچھ عورتوں کی فرائض پر کہنا تھا مگر وقت زیادہ اجازت نہیں دیتا
اسلئے خدا نے توفیق دی تو تمہارے رسالہ تادیب النساء میں لکھتا ہونگا۔ آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سبکو توفیق دے
کہ اس سلسلہ کے سچے عامل اور خدام ہوں۔ اور ہمیں وہ اولاد دے جو باقیات الصالحات کی مصداق ہو اور اس سلسلہ کو دنیا میں
پھیلانیکا موجب ہو۔ اللہ تعالیٰ ہم سبکو حضرت خلیفۃ المسیح کا سچا فرمانبردار اور خادم بنادے۔ اور ہم سب آپس میں نہایت محبت کیساتھ
ایک ہو کر سلسلہ کی خدمت میں اپنی زندگی بسر کرنا سعادت اور کامیابی یقین کریں۔ آمین۔
میں سب سے آخر لجنہ اماء اللہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے اپنے خیالات کے اظہار کا موقعہ دیا۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنے نیک ارادوں
میں کامیاب کرے۔ آمین۔